حفاظتِ دین کے تین ذرائع جو معرفتِ حق کی بنیاد بھی ہیں

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری

پچھلے انبیاء محدود علاقے اور مخصوص قوم میں رشد و ہدایت کا کام انجام دینے کیلئے بھیجے جاتے تھے۔ ان کا دور نبوت بھی محدود ہوا کرتا تھا۔ دنیا سے ان کے رخصت ہونے کے بعد ان کے ارشادات وفرمودات تو درکنار، ان کے لائے ہوئے خدائی صحیفے بھی یا تو ناپید ہو جاتے تھے یا ایسے ذرائع سے موجود تھے، جن پر وثوق واعتماد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پھر امتداد زمانہ کے ساتھ ان صحیفوں میں بہت کچھ ردو بدل ہو جاتا تھا اور جو کچھ اپنی اصلی اور صحیح شکل میں موجود رہتا تھا، اس پر بھی تاریکی کا دبیز پردہ پڑ جاتا تھا۔ دنیا پرست علماء خود ساختہ عقائد اور احکام ان صحیفوں کی طرف منسوب کر کے اسے وقت کے ساتھ رائج کر دیتے تھے کہ حقیقت کی تہہ تک پہنچنا سخت مشکل ہو جاتا تھا۔ ان ''کارناموں'' کی بدولت ان علماء کی روزی روٹی جاہ و آبرو اور عزت ووقار محفوظ ہو جاتا اور اہل باطل سے دوستانہ روابط برقرار و استوار رہتے۔ ان کا غلبہ اس قدر ہوتا کہ حقائق کی معرفت رکھنے والے اکا دکا حضرات جو باقی رہ جاتے ہیں، انہیں بند حجروں میں اظہار حق کی تاب نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ اپنے افعال و کردار تک میں حق کو برتتے ہوئے محتاط رہتے تھے۔ ظاہر ہے اسی حالت میں عام لوگوں کیلئے حق تک رسائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس مرحلے پر اللہ تعالیٰ پھر کوئی پیغمبر یا نبی [illegible] پوری قوت کے ساتھ حق کی آواز بلند کرتا۔ قبول حق کی استعداد رکھنے والے رفتہ رفتہ اس کے ساتھ ہو جاتے۔ خدا پرستوں کا ایک قافلہ بن جاتا اور جویائے حق کیلئے حق تک رسائی ممکن ہو جاتی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کسی محدود علاقے، متعین قوم اور مخصوص زمانے کیلئے نہیں تھی، بلکہ آپ ساری دنیا کیلئے بھیجے گئے تھے اور آپ ﷺ کی رسالت قیامت تک کے زمانے کو محیط ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ پچھلے انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ ﷺ کے بعد آپ کا دین محرف اور ناپید نہ ہو۔ بلکہ اپنی اصلی اور صحیح شکل میں جیتا جاگتا ہوا قیامت تک موجود و محفوظ رہے۔ ورنہ قیامت تک کیلئے آپ کی رسالت بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کیلئے بڑا جامع ارشاد فرمایا ہے۔ جسے ہم افہام وتفہیم کی سہولت کیلئے تین دائروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ اس دین کے جو اصل سرچشمے اور اساسی ماخذ ہیں، یعنی قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ناپید ہونے سے محفوظ رکھا اور تحریف وتبدیلی کا شکار ہونے سے محفوظ رکھا۔ اب سے چودہ سو برس پہلے قرآن مجید جس شکل میں آیا تھا، کسی شوشے کی کمی اور زیادتی کے بغیر ٹھیک اس شکل میں موجود و محفوظ ہے۔ شروع ہی سے قدرتی طور پر اس کا پھیلاؤ کچھ اس ڈھنگ سے ہوا کہ کسی بڑے سے بڑے بدطینت کیلئے کوئی چھوٹی سے چھوٹی تحریف کا بھی یارانہ ہوا۔ قریب قریب یہی حال احادیث نبویہ کا ہے کہ جو حدیثیں جس طرح مروی ہو کر کتب احادیث میں جمع ہوئیں، آج بارہ، تیرہ سو برس گزر جانے پر بھی وہ اسی شکل میں محفوظ اور متداول ہیں۔ کسی حدیث کے کسی ایک لفظ کو بھی تبدیل کرنے کی کوشش آج تک کامیاب نہیں ہو سکی۔

ذخیرہ احادیث چونکہ بہت وسیع ہے، اس لیے جو خطوط اور رسائل جدا جدا تھے اب زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ کچھ مدت سے ان کو جمع کرنے کا کام ہو رہا ہے اور اب ان میں سے کئی کے فوٹو بھی منظر عام پر آ چکے ہیں۔ آپ یقیناً مسرت سے سنیں گے کہ کتب احادیث میں ان صحیفوں اور خطوط کے جو لفظ مروی ہیں اور اصل صحیفے اور خطوط میں جو الفاظ موجود ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں۔ حالانکہ احادیث کے صرف معانی وحی، وحی الٰہی تھے۔ الفاظ، وحی الٰہی نہ تھے بلکہ ہزار ہا حدیثیں جن میں صحابی نے رسول اللہ ﷺ کے کسی عمل اور فعل کو بیان کیا ہے، ان کے الفاظ کے متعلق یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ رہے ہوں۔ اس لئے کسی حدیث کو بیان کرنے کیلئے روایت باللفظ کی شرط نہ تھی۔ مفہوم کو ٹھیک ٹھیک ادا کر دینا کافی تھا، لیکن اس کے باوجود حدیث کے الفاظ کی حفاظت کا یہ اہتمام اس بات کی علامت ہے کہ ذخیرہ احادیث محفوظ ہو کر امت کے ہاتھ میں موجود ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے دین کے ان دونوں سرچشموں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ امت کو اتنے بڑے پیمانے پر اس کی اشاعت کی توفیق بخشی کہ یہ دونوں سرچشمے ہر خاص و عام کی دسترس میں ہیں۔ جو شخص ان کو خود ان کی اصل زبان میں نہیں سمجھ سکتا ہے، اس کیلئے سمجھانے والوں کی بڑی تعداد اور تراجم کی وافر مقدار موجود ہے اور اس پر بھی اس کی پیاس نہ بجھے تو وہ چند برس کی محنت سے ان کو خود سمجھنے کی اہلیت واصلیت پیدا کر سکتا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث شریف کے تحفظ سے اصل دین کتابوں کے اندر تو محفوظ ہو گیا، لیکن انسانی فطرت پر نظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے، کہ زندگی کے بہت سے گوشوں میں عملی طور پر دین کے جاری و ساری ہونے کیلئے صرف کتابی حفاظت کافی نہیں، کیونکہ نہ تو ہر آدمی ان کا علم حاصل کرنے کی اہلیت اور فرصت رکھتا ہے اور نہ ہر آدمی میں اتنی جرأت ہے کہ حق کو پہچاننے کے بعد اسے اپنانے کیلئے پورے ماحول سے بغاوت کر سکے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حفاظت دین کا دوسرا فریضہ یہ مقرر کیا کہ گمراہی

وضلالت کی تاریکیاں خواہ جس قدر بھی پھیل جائیں' حق پرستوں کا ایک گروہ بہرحال موجود رہے گا اور اس کو دنیا کی کوئی طاقت مٹانہ سکے گی۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خزلهم حتى ياتي عهد الله ﴾ (بخاری ومسلم)

''میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا' جو کھلم کھلا حق پر قائم رہے گا' ان کی مخالفت کرنے والے انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ (قیامت) آجائے۔''

اس مفہوم کو ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے اس طرح بیان کیا ہے:

﴿ان الله لا يجمع امتي على ضلالة ﴾ (ترمذی)

''اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔''

یعنی کبھی ایسا نہیں ہوسکتا کہ پوری کی پوری امت گمراہ ہو جائے' بلکہ گمراہی جتنی بھی ہمہ گیر ہو' ایک طبقہ بہرحال حق پر قائم رہے گا۔

حق پرستوں کے ایک طبقہ کی دائمی اور سرعام موجودگی قیامت تک دین کے بقاء کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس کا یہ فائدہ بھی ہے کہ جویائے حق کو حق کی تلاش میں سرگردانی اور ناکامی سے دوچار نہ ہونا پڑے اور راہ حق پر تنہا چلنے کا اندیشہ نہ ہو۔جس کے تصور سے اچھے اچھوں کے حوصلے چھوٹ جاتے ہیں' کیونکہ یہاں اہل حق کا قافلہ حق قبول کرنے والے کو اپنے آغوش رفاقت میں لینے کیلئے ہمہ وقت موجود ملے گا۔

۳۔ حفاظت دین کا تیسرا انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کیا گیا ہے کہ کتاب وسنت کا علم اور اہل حق کا طبقہ اپنے دائرے میں منجمد ہو کر نہ رہے' بلکہ یہ ہمیشہ دین کا داعی اور حق کا فدائی بن کر ابھرتا رہے اور باطل کے ہر وار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر حق کو اس کی ٹھیک ٹھیک شکل میں امت کے سامنے پیش کرتا رہے۔اس لئے یہ بات بتائی گئی کہ اس امت کے علماء اور جہلا کا ایک گروہ ٹھیک یہود ونصاریٰ کے نقش قدم پر چلے گا اور ایسا ہی ہوا کتاب وسنت کے معنی و مطلب کے معنوی بات کی گرم بازاری سے ان کی اصل صورت مسخ کر کے رکھ دی گئی ہے۔رعنائی اور زیبائی سلب کر کے ان کے رخ تاباں پر باطل اور بدبودار غازہ چھا گیا۔مگر یہود ونصاریٰ کے دنیا پرست علماء کی طرح اس امت کے دنیا پرست علماء کو اتنا غلبہ وتسلط اور قوت حاصل نہ ہوسکی کہ حق کی آواز بالکل گھٹ کر رہ جائے اور حق پرست علماء بند حجروں میں بھی لب کشائی کی جرأت نہ کرسکیں۔اللہ کا فضل خاص رہا کہ اس امت کے حق پرست علماء جرأت رندانہ کے ساتھ ببانگ دہل حق کا اعلان کرتے رہے اور دنیا پرستوں کی ایک ایک تحریف بے نقاب کرتے رہے۔رسول اللہ ﷺ نے اس طبقے کی خصوصیات کا اظہار اس طرح کیا ہے:

﴿يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله وان عنه تحريف الغالين وانتحال المضلين ...... الخ﴾ (بیہقی فی المدخل)

اس علم دین کو ہر آنے والی جماعت کے بعد کچھ لوگ حاصل کریں گے اور وہ غلو کرنے والے کی تحریف اور گمراہوں کے جھوٹے وعدے اور جاہلوں کی غلط نسبت کا صفایا کریں گے۔

اس طبقے کو آپ نے ایک بار غرباء کہا اور ان کی یہ بات بتلائی۔

﴿وهم الذين يصلحون ما افسد من بعدي من سنتي﴾ (ترمذی'الایمان)

''بعض لوگوں نے میرے جن طریقوں کو بگاڑ رکھا ہوگا اس کی اصلاح کریں گے۔''

احقاق حق اور اصلاح امت کا یہ کام مقتضاء طریقے پر رہے گا' لیکن جب امت کا جمود اس سے نہ ٹوٹ سکے گا اور بگاڑ سیلاب کی طرح بڑھے گا اور اصلاح کی متضاد کوشش اس کے آگے بند نہ باندھ سکے گی' تو ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ ایسے مضبوط اور راسخ عزم والے کسی ایک فرد کو برپا کردے گا جو فساد کے دھارے کا رخ موڑ کر رکھ دیں گے اور باطل کے خلاف نہایت کامیاب اور اثر آفریں انقلاب برپا کرڈالیں گے۔اس طرح حق کے رخت تاباں کی جلوہ طرازیاں ساری دنیا کے سامنے آجائیں گی۔

﴿يهلك من هلك عن بينة ويحيى من حي عن بينة﴾

تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ تمام حجت کے بعد ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ کھلی ہوئی دلیل کی بنیاد پر زندہ رہے گا۔ظاہر ہے کہ حق کی اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اپنی غلطی پر اڑا رہنا چاہتا ہے تو وہ عنداللہ کوئی عذر نہیں پیش کرسکتا۔حق کی راہ میں اس طرح کا انقلاب لانے والے معلمین کو رسول اللہ ﷺ کی زبان میں مجدد کہا گیا ہے۔آپ کا ارشاد ہے:

﴿ان الله عزوجل يبعث بهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينهم﴾ (ابوداؤد)

''اللہ عزوجل اس امت کیلئے ہر سو سال کے عرصے کے سرے پر ایسا آدمی برپا کرے گا' جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔''

ان گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ آج بھی دین کو ٹھیک طور پر جاننے اور سمجھنے کے ذرائع اور ان پر عمل پیرا ہونے کی سہولیات حاصل ہیں۔کتاب وسنت اپنی اصلی اور بے داغ شکل میں موجود ہے۔ان پر عمل پیرا گروہ بھی موجود ہے اور ان کی بے لوث ترجمانی بھی ہو رہی ہے۔پس حق کی تلاش میں حیران وسرگرداں ہونے کے کوئی معنی نہیں۔خدا پرستی مقصود ہے تو اٹھیے' بڑھ کر حق کو اختیار کر لیجئے۔یہ دعوت اس لئے دینی پڑ رہی ہے کہ حق خالص کے پہلو بہ پہلو حق کے نام پر باطل کا بھی ایک بڑا حصہ رائج کر دیا گیا ہے اور صدیوں کے رواج نے بہت سے لوگوں میں یہ غلط فہمی پیدا کردی ہے کہ وہی اصل حق ہے اور اس کے التزام کے بغیر دین جو کچھ ہے وہ اللہ کی کتاب اور اس کے پیغمبر ﷺ کی گفتار وکردار میں ہے۔